برسول الله ﷺ لقي إبراهيمَ عليه السلام وموسىٰ عليه السلام وعيسىٰ عليه السلام فتذاكروا الساعة، فبدؤوا بإبراهيم عليه السلام فسألوه عنها فلم يكن عندهُ منها علمٌ، ثم سألوا موسىٰ عليه السلام فلم يكن عنده منها علمٌ، فرُدَّ الحديث إلىٰ عيسىٰ عليه السلام، قال: قد عُهِدَ إليَّ فيما دون وَجْبَتِها، فأمّا وَجْبتُها فلا يعلمُها إلا الله، فذكرَ خروجَ الدجّالِ قال: فَأنزلُ فَأقْتُلُهُ ......" وفي لفظ: "فَأهْبِطُ فَأقْتُلُهُ" [سنن ابن ماجه كتاب الفتن ح:٤٠٨١ وصححه في الزوائد وخالفه الألباني، المستدرك للحاكم ح:٨٥٠٢،٣٤٤٨، ٨٦٣٨ وقال: صحيح الإسناد ووافقه الذهبي، مسند أحمد ح:٣٥٥٦، مصنف ابن أبي شيبة ح:٣٠٣] "اسراء ومعراج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ انہوں نے قیامت کا تذکرہ فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع کیا گیا۔ آپ کے پاس اس (کی تاریخ) کا علم نہ تھا، پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو آپ کے پاس بھی اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ پھر سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا گیا، انہوں نے فرمایا: یقیناً مجھ سے ایک بات طے کی گئی ہے جو قیامت برپا ہونے سے پہلے واقع ہوگی۔ وقوعِ قیامت (کی تاریخ) تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ علیہ السلام نے دجال کے ظہور کا ذکر فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: **پھر میں اتروں گا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا** ......"

سوال: عِلْمٌ بمعنی: "علامت" کی کیا دلیل ہے؟

جواب: لِسانُ العربِ میں ہے: نزولُه إلى الأرضِ علامةٌ تدلُّ على اقترابِ الساعةِ.

امام رازی: أي شَرَطٌ مِن أشراطِها تُعلَمُ به. فسُمِّيَ الشرطُ الدالُّ على الشيءِ عِلْمًا لحصولِ العِلْمِ به. وقرأ ابنُ عباسٍ رضي الله عنه: "لَعَلَمٌ" وهو العلامةُ.

سوال: ﴿الساعة﴾ کے معنی "عذاب کی گھڑی" بھی ہو سکتے ہیں۔

جواب: "لفظی ترجمہ" تو یہ بھی ہو سکتا تھا، لیکن اس آیت کریمہ میں نہیں؛ کیونکہ سیاق وسباق اور حدیث شریف سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

آیت قرآنی اور حدیث سے "**نزول**" ثابت ہوا تو "**صعود**" بھی لازماً ثابت ہوگا، اور زمانہ قبل النزول میں **حیات** بھی ضروری ہے، لہٰذا "حیات" بھی ثابت ہوئی۔

اخوت اسلامی (قسط: ۲۸)

عبدالرحیم روزی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روئے زمین کا افضل ترین طبقہ

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

صلح حدیبیہ میں سفیر اسلام: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار سے مذاکرات کے لیے مکہ بھیجا۔ سربراہانِ قریش نے آپ کو یہ پیشکش کی: ''اگر آپ طواف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کرتے میں طواف نہیں کروں گا۔'' لوگوں نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ خوش قسمت نکلا کہ وہ کعبہ کا طواف کر کے آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کرے گا۔'' [بخاری فضائل الصحابۃ ح:۳۶۹۸، فروع کافی ج:۳ واقعہ صلح حدیبیہ]

دوسرے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا ہے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیعتِ رضوان'' لینا شروع کر دی۔ اس کے دلآویز تذکرہ دیکھیے: [الفتح ۴۸ وما بعدہ] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ دایاں ہاتھ میں دے کر فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔'' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد میں کہا کرتے تھے: ''سب کے دائیں ہاتھ سے میری طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ افضل ہے۔''

جنگ تبوک میں آپ رضی اللہ عنہ نہ صرف شریک ہوئے؛ بلکہ پالان، کجاوے سمیت 1200 اونٹ، 200 اوقیہ چاندی، 70000 درہم، 70 گھوڑے، 1000 دینار اور 700 اوقیہ سونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیے۔ جب سکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گود میں بکھیر دیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں الٹتے پلٹتے ہوئے فرماتے تھے: ''مَا ضَرَّ عثمانَ ما عملَ بعدَ الیومِ'' [ترمذی] ''عثمان رضی اللہ عنہ آج کے بعد جو عمل کرے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔'' اس جنگ میں اعلان نبوی تھا: ''جو شخص جیش عسرت کے لیے تیاری کا سامان فراہم کرے گا، اس کو جنت حاصل ہوگی۔'' [بخاری] ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے نبوی لشکر کے لیے دو تہائی سامان فراہم کیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافتِ شیخین میں: آپ رضی اللہ عنہ اپنے فہم وتدبر اور علم وفضل کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص، میر منشی اور مفتی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جیسے

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ اربابِ حل وعقد کے طور پر رکھتے اور کوئی گورنری وغیرہ کا عہدہ سونپ کر باہر نہیں بھیجتے تھے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی میراث کے لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آپ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو حج پر بھیجا تو ان کے تحفظ اور خدمت کے لیے عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا۔ [صحیح البخاری باب حج النساء]

خلافت کے منصب پر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی معلومات وتجربات کے مطابق خلافت کے لیے چھ موزون صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کمیٹی تشکیل دی، اور اپنے بہنوئی اور عم زاد سعید بن زید عدوی رضی اللہ عنہ کو (ایک رائے کے مطابق) قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے کمیٹی میں شامل نہ کیا۔ ورنہ وہ بھی خوش قسمت دس جنتیوں کی فہرست میں شامل تھے۔

قصہ کوتاہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چیئر مین کمیٹی نے کہا کہ چھ میں سے تین، اپنے تین ساتھیوں کے حق میں دستبردار ہوجائیں۔ میں خود اس کا امیدوار نہیں ہوں؛ مگر میں آپ میں سے افضل شخص کو منتخب کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خلافت کے امیدوار صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رہ گئے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اربابِ حل وعقد اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی رائے لینے میں کئی شب' بیداری میں گزار دیں۔ دونوں بزرگوں سے بھی خوب تبادلہ خیالات کیا۔ ان سے خلیفہ نہ بننے کی صورت میں منتخب خلیفہ کی سمع وطاعت کرنے کا عہد وپیان لیا۔ ان ایام میں تمام سالارِ لشکر بھی حج کے لیے آکر موجود تھے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم، تمام سپہ سالاروں اور عوام کو مسجد نبوی میں جمع کیا اور حمد وثنا کے بعد کہا: ''یا علي! إني نظرتُ في أمرِ الناسِ فلمْ أرَهُمْ يَعدلونَ بعثمانَ، فلا تجعلنَّ علىٰ نفسِك سبيلًا'' اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے پبلک کے امور میں خوب غور وخوض کیا تو میں نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی اور کو شمار کرتے نہیں دیکھا۔ لہٰذا آپ، اپنے خلاف کوئی راستہ نہ نکالیں!'' یہ کہہ کر عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی: ''میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اس شرط پر کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے دو خلفاء رضی اللہ عنہم کے منہج پر چلو گے۔'' اس کے بعد مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم، سپہ سالاران اور تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔'' تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجئے: [بخاری ح: ۳۷۰۰، ۷۲۰۷]

فتوحات وتوسیع مملکت اسلامیہ: آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف فتوحات عہد فاروقی کو جاری رکھا؛ بلکہ بحری جنگوں کا بھی آغاز کیا۔ جس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ مخالفت فرماتے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد میں گورنر مصر عبداللہ بن ابی

سرح نے سکندریہ، لیبیا اور تونس فتح کیا۔ عبد اللہ بن عامر نے خراسان (نیشابور، طوس، مرو، ہرات، سرخس، نسا، ریودر فاریاب، طالقان وغیرہ) سیستان اور کابل فتح کیے۔ حبیب بن مسلمہ نے آذربائیجان اور آرمینہ فتح کیا۔

آپ ﷛ کے دور میں صحابہ کرام ﷡ برصغیر پہنچے۔ امام ابو یوسفؒ امام زہریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں: افریقہ، خراسان اور سندھ کے بعض حصے عثمان ﷛ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوئے۔

مولانا اسحاق بھٹیؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷛ کے عہد میں پانچ صحابہ کرام ﷡ یہاں پہنچے: حضرت حکیم بن جبلہ ﷛، عبید اللہ بن معمر تیمی ﷛، عمیر بن عثمان ﷛، مجاشع بن مسعود ﷛ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ قریشی ﷛۔ یہ اصحاب بغرض جہاد تشریف لائے اور یہ وہ صحابہ ﷡ ہیں، جن کے نام دستیاب ہو چکے ہیں، وگرنہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

آپ ﷛ نے مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کی۔ سڑکیں، پل، مساجد، مسافر خانے، اور مہمان خانے تعمیر کیے۔ الغرض آپ کی خلافت اسلامی فلاحی ریاست کا مکمل نمونہ تھی۔

جمع قرآن کا کارنامہ: حضرت انس ﷛ کہتے ہیں: فتوحاتِ آرمینیہ وآذربائیجان کے دوران شامی اور عراقی فوج میں شامل حضرت حذیفہ بن یمان ﷛ جہاد کر رہے تھے۔ آپ ان علاقوں کے نو مسلموں کی مختلف قراءتوں سے خوفزدہ ہو کر عثمان ﷛ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "یا أمیرَ المؤمنینَ أدرکْ هذهِ الأمةَ قبلَ أن یختلفوا في الکتابِ اختلافَ الیهودِ والنصاریٰ" اے امیر المؤمنین! اس امت کو سنبھال لیں، یہود و نصاریٰ کی طرح کتابِ الٰہی میں اختلاف کرنے سے پہلے۔"

چنانچہ آپ ﷛ نے زید بن ثابت ﷛، عبد اللہ بن زبیر ﷛، سعید بن العاص ﷛ اور عبد الرحمٰن بن حارث ﷛ کی کمیٹی بنا کر قرآن مجید مرتب کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہؓ سے مصحف صدیقی منگوا کر مختلف مصاحف میں منتقل کر دیا۔ اور ہر صوبے میں اس کا ایک ایک نسخہ بھیج دیا۔ ساتھ قراء بھی سکھانے کے لیے بھیجنے کا انتظام کر دیا۔ [بخاری فضائل قرآن باب جمع القرآن]

بغاوت اور اس کے اسباب: آپ ﷛ کی بارہ سالہ مدتِ خلافت میں سے پہلا نصف حصہ نہایت عروج پر رہا۔ لیکن دوسرے نصف حصے میں اندرونی انتشار نے جنم لیا۔ مؤرخین نے فتنوں کے اسباب بیان کرنے میں مبالغے سے خوب کام لیا ہے، ان میں سے کچھ تو خود ساختہ و ناقابل التفات ہیں۔ بعض اہم وجوہات یہ ہیں:

افراطِ زر اور دولت کی فراوانی، عبداللہ بن سبأ کی سبائی یہودی تحریک، اکابرین صحابہ کرام ﷺ کا آہستہ آہستہ ختم ہونا اور نسل نو کا وجود میں آنا، مفتوحہ ممالک کی شکست خوردہ اقوام کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف انتقامی پالیسیاں، عرب وعجم میں رقابت کی وجہ سے قومی تحریک پیدا ہونا اور خود عربوں میں قبائلی عصبیت کا احیاء۔

باغیوں کا حملہ اور شہادت: امام ابن الاثیرؒ کے مطابق آپ ﷺ کے خلاف باقاعدہ اور منظم ایک گروہ تیار ہوگیا۔ ابن سبأ یہودی اس کا سرغنہ تھا۔ اس نے اپنے کارکنوں کو ہدایت کی کہ ہر جگہ ان تین چیزوں پر عمل کریں:

۱۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی آڑ میں لوگوں کو اپنا معتقد بنالینا۔

۲۔ عہدیدارانِ عثمان ﷺ کو ہر ممکن طریقہ سے بدنام کرنا۔

۳۔ خلیفہ کی کنبہ پروری کی داستان عام کرنا۔ [تاریخ طبری، ابن الاثیر]

چنانچہ بصرہ، کوفہ اور مصر میں' جو کہ مراکزِ فتنہ تھے، تینوں پروپیگنڈوں نے آگ لگادی۔ اس سلسلے میں حضرت عثمان ﷺ کی طرف سے جعلی خطوط بھی چلائے گئے۔ ایک بار باغیوں کے ایک گروہ نے مدینہ آکر حضرت علی ﷺ، طلحہ ﷺ زبیر ﷺ اور ازواجِ مطہراتؓ سے ملاقات کی۔ ان سب نے معزولی عثمان ﷺ کے آپشن کو بالکل مسترد کردیا۔ وہ ناکام ہو کر چلے گئے مگر جلد ہی واپس آگئے۔ حضرت علی ﷺ نے کوفہ اور بصرہ کے وفد پر جرح کرتے ہوئے فرمایا: ''اے بصرہ اور کوفہ کے لوگو! تم واپسی میں اہل مصر سے کوسوں دور آگے نکل گئے تھے، پھر تم اچانک ہماری طرف مڑ آئے۔ اہل مصر کو جو واقعہ پیش آیا، اس کا تم کو کیونکر علم ہوا؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سارا منصوبہ تم لوگوں نے اسی وقت بنایا تھا، جب تم مدینہ آئے تھے۔'' اس جاندار تبصرے سے وہ لوگ کھسیانے ہوگئے۔

کم وبیش ایک ماہ باغیوں نے مدینہ میں گھیراؤ ڈالے رکھا۔ بعد میں باغی امیر غافقی مسجد نبوی میں امامت کرانے لگا۔ اور آپ ﷺ گھر میں محصور ہوگئے۔ اس دوران حضرت عبید اللہ بن عدی ﷺ نے آپ پر داخل ہوکر کہا کہ آپ تمام مسلمانوں کے امام عام ہیں۔ آپ کی حالت تو یہ ہے اور ہمیں باغیوں کا امام نماز پڑھاتا ہے۔ جس پر ہم دل میں کھٹکا محسوس کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز لوگوں کا سب سے بہترین عمل ہے۔ جب لوگ اچھا کریں، تو بھی ان کی طرح اچھائی کر، جب وہ برائی کرنے لگیں تو اس سے بچ جا!'' [بخاری اذان باب امامة المفتون والمبتدع]

حضرت عثمان ﷺ ایسے پریشان کن حالات میں بھی عدل وانصاف اور اصولی بات کرتے تھے۔ وگرنہ یہ ایک سنہرا

موقع تھا کہ ان کی نفسیات کو چھیڑتے ہوئے باغی امام کے خلاف ورغلاتے اور کہتے کہ واقعی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔مگر آپ نے شرعی حکم کو ذاتی انتقام کے لیے استعمال نہیں کیا۔

محاصرہ کے دوران حضرات حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ دفاعی پہرہ دے رہے تھے۔ محافظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باغیوں کے خلاف مسلح دفاع کرنے کی اجازت مانگی؛ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی وجہ سے خون خرابہ ہونے کو ناپسند کرتے ہوئے ہتھیار اٹھانے کی قطعی اجازت نہ دی۔ جمعہ مبارکہ شہادت کے روز فرمایا: میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔''فرماتے ہیں کہ عثمان! آج روزہ ہمارے ساتھ افطار کرنا!''

عصر کے بعد آپ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، باغیوں نے آپ پر حملہ کر کے شہید کیا۔اور آپ کا خون آیت ﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝﴾ پر گرا۔﴿إنا لله وإنا إليه راجعون ۝﴾ بلاذری کے مطابق حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ دفاع کرتے ہوئے لہولہان ہوگئے۔ یہ المناک سانحہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ مطابق 17 نومبر 641ء کو پیش آیا، آپ قبرستان بقیع میں سپردِ خاک ہوگئے۔درمیانِ بقیع میں الگ ایک بڑی قبر کی صورت میں محفوظ ہے۔

میرے استاذ گرامی ڈاکٹر جمیل عبداللہ مصری تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''خلیفہ ثالث کے زمانہ میں امت جس ابتلاء کا شکار ہوئی، وہ فتنے اور سازشیں تھیں، جس کا پلان بنانے میں یہود ونصاریٰ اور اسلامی سلطنت کے سب ہی دشمن شریک تھے۔'' **آپ کی مظلومانہ شہادت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے تأثرات بیان کیے۔جن میں سے کچھ یہ ہیں:**

۱۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ: ''اب اسلام میں اتنا بڑا شگاف پیدا ہو چکا ہے کہ پہاڑ بھی اسے بند نہیں کرسکتا۔''

۲۔ زید بن صومان رضی اللہ عنہ: ''اب مسلمانوں کے دل قیامت تک ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے۔''

۳۔سعید بن زید رضی اللہ عنہ: ''تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے، حق یہ ہے کہ تم پر احد پہاڑ آ گرے۔'' [بخاری]

۴۔ ابو مسلم خولانیؒ: ''قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا وہی حشر ہوگا، جو قوم ثمود کا ہوا؛ کیونکہ خلیفہ کا قتل، اونٹنی کے قتل سے کہیں زیادہ معصیت ہے۔''

آپ رضی اللہ عنہ لباس اور غذا پر تکلف استعمال کرتے تھے۔اور بیت المال سے کبھی کوئی چیز نہیں لیتے تھے۔مزاج میں سادہ، رقیق القلب اور فیاض واقع ہوئے تھے۔اتباعِ سنت، ارشادِ نبوی کا احترام، تقویٰ و پاکیزگی آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔کتابت وحی وعہود و مواثیق، قراءت قرآن، حدیث وفقہ، اجتہاد و قضا میں معروف تھے۔قراءتِ حفص عن عاصم کی سند آپؓ تک بھی پہنچتی ہے۔آپ کا ایک شاگرد ابو عبدالرحمٰن السلمیؒ ہے، جس کا شاگرد عاصم بن ابی النجودؒ ہے، جس کی

قراءت ایشیا میں معروف ہے۔

فضائل ومناقب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت سی احادیث واقوال صحابہ رضی اللہ عنہم وارد ہیں۔ جن میں سے کچھ بطور نمونہ نذر قارئین ہیں:

ا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں سے محل استدلال یہ ہے: "ثمّ استفتحَ رجلٌ فقال لي: "افتح له وبشِّره بالجنةِ على بلوًى تصيبُه" فإذا عثمانُ، فأخبرتُه بما قال النبي ﷺ، فحمد اللهَ ثم قال: "اللهُ المستعانُ" [اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ح: ١٥٥٤] "پھر ایک آدمی نے (باغ کا) دروازہ کھٹکھٹایا، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اس کے لیے کھول اور جنت کی خوشخبری دے کہ اسے بلوائی شہید کریں گے۔" وہ عثمان رضی اللہ عنہ نکلے، میں نے خوشخبری دی، اس نے اللہ کی تعریف کی اور کہا کہ اللہ ہی مددگار ہے۔"

۲۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے جس میں اریس کنواں کا ذکر ہے کہ اتنے میں عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے، تو منڈیر پر جگہ ختم ہو چکی تھی، تو وہ بالمقابل بیٹھ گئے۔ راوی ابن المسیبؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تعبیر ان کی قبروں سے کی۔ [حوالہ مذکورہ ح: ١٥٥٥]

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ میرے حجرے میں دونوں ران یا پنڈلی کھولے بیٹھے تھے، جب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو آپ ﷺ اسی حالت میں تشریف فرما رہے، لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کپڑوں کو درست کیا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ جب سب چلے گئے تو میں نے عرض کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ نے کوئی اہتمام نہیں فرمایا، جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ سیدھے ہو کے بیٹھے اور کپڑے بھی درست کیے! فرمایا: "کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟!" [مسلم فضائل الصحابة ح: ٢٤٠١]

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ احد پہاڑی پر چڑھے، آپ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ احد لرزنے لگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اُحد ٹھہر جا! (میں سمجھتا ہوں آپ نے قدم مبارک مارا تھا) تیرے اوپر سوائے نبی، صدیق اور شہید کے کوئی نہیں۔" [بخاری فضائل عثمانؓ ح: ٣٦٩٩]

اولاد: آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد کی تعداد بہت ہے۔ ان میں عبداللہ اکبر، عبداللہ اصغر، ابان، عمر، مغیرہ، عمرو، خالد، سعید